✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت رمضان المبارک
وقت 5-7 منٹ

ماہِ رمضان اور روزہ کی اہمیت، فرضیت، فضیلت اور برکات

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے فرمودات و ارشادات کی روشنی میں)

(تقریر نمبر 4)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِى الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ(البقرہ:188)

تمہارے لئے (ماہِ) صیام کی راتوں میں اپنی بیویوں سے تعلقات جائز قرار دیئے گئے ہیں۔ وہ تمہارا لباس ہیں اور تم اُن کا لباس ہو۔ اللہ جانتا ہے کہ تم اپنے نفسوں کا حق مارتے رہے ہو۔ پس وہ تم پر رحمت کے ساتھ جھکا اور تم سے درگزر کی۔ لہٰذا اب ان کے ساتھ (بے شک) اِزدواجی تعلقات قائم کرو اور اس کی طلب کرو جو اللہ نے تمہارے حق میں لکھ دیا ہے۔ اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ فجر (کے ظہور) کی وجہ سے (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے تمہارے لئے ممتاز ہو جائے۔ پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔ اور ان سے ازدواجی تعلقات قائم نہ کرو جبکہ تم مساجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے ہو۔ یہ اللہ کی حدود ہیں پس ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اسی طرح اللہ اپنی آیات لوگوں کے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو جب نماز کیلئے نکلتے تو سب سے پہلے نماز پڑھتے پھر لوگوں کی طرف مُنہ کرکے کھڑے ہوتے، لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے ہوتے آپ انہیں وعظ فرماتے اور حکم دیتے۔

(صحیح بخاری، حدیث نمبر 965)

ہے قابل طلب کوئی دنیا میں اور چیز؟
تم جانتے ہو تم سے سوا کون ہے عزیز
دونوں جہاں میں مایۂ راحت تمہیں تو ہو
جو تم سے مانگتا ہوں وہ دولت تمہیں تو ہو

سامعین کرام آئیں! حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ارشادات کی روشنی میں رمضان و روزہ کی فضیلت، فرضیت اور اہمیت کو سنتے ہیں۔

سامعین! جس آیت کی مَیں نے ابھی تلاوت ہے اس کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”اس آیت (البقرہ:188) کی تفسیر یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں روزہ رکھنے کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانے کی اجازت ہے۔
عرب کے دستور کے مطابق اور ان کے خیال کی رُو سے روزے کے دنوں میں ایسا فعل رات کو بھی جائز نہیں خیال کیا جاتا تھا۔ فرمایا وہ تمہارے لئے ایک قسم کا لباس ہیں۔ یعنی تقویٰ کا ایک پیرہن تم ان کے ذریعہ حاصل کرتے ہو۔ اسی طرح تم بھی ان کے لئے تقویٰ کا پیرہن ہو۔ گویا تم ایک دوسرے کے لئے تقویٰ اللہ کے بعض تقاضوں کے پورا کرنے کا ذریعہ بنتے ہو..... تو فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تم اپنے نفسوں کی حق تلفی کرتے تھے اور جہاں تک تسکین نفس کی تمہیں اجازت دی گئی ہے۔ تم اس سے بھی پرہیز کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر اس نے اپنے فضل سے اپنا یہ حکم تمہارے لئے کھول کر بیان کر دیا اور عَفَا عَنۡکُمۡ اس طرح تمہاری حالت کی اصلاح کر دی اور تمہاری عزت کے سامان کر دیئے۔

یہاں خدا تعالیٰ نے ایک بنیادی اصول کی طرف بھی متوجہ کیا ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی رضا کی راہوں کا تعین اگر بندہ اپنے طور پر کرنے لگے۔ تو وہ اپنے حقوق بھی تلف کر جاتا ہے اور دوسروں کے حقوق کا تو کہنا ہی کیا۔ اِس لئے دین کے معاملہ میں یہ ضروری تھا کہ قرب کی راہوں اور شریعت کے اصول کی تعیین آسمان سے وحی الٰہی کے ذریعہ کی جائے۔ ورنہ انسان غلطیاں کرے گا اور اپنے بھی اور دوسروں کے حقوق بھی تلف کر دے گا۔ تو فرمایا فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ اسی لئے ہم نے تمہارے حقوق کی حفاظت کے لئے اس شریعت کو نازل کیا ہے اور تمہارے فائدے کے لئے ہی سب احکام اُتارے گئے ہیں۔ پس اب تم بلا خوف لَوْمَةَ لَائِمٍ اپنی بیویوں کے پاس جاؤ۔ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقدّر کیا ہے۔ اس کی جستجو کرو.... فرمایا کہ تم روزے اِس نیت سے رکھو یا یہ کہ ہم نے روزوں کو تم پر اِس لیے فرض کیا ہے کہ تا تم یہ سبق سیکھو کہ کتاب اللہ (یعنی آسمانی شریعت) کو اور اس کے تمام احکام کو اپنا مطلوب بنانا ہے گویا وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُم کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرائض تمہارے لیے مقرر کیے ہیں اُن کو اپنا مطلوب اور مقصود بناؤ... پھر روزے کی عبادت کے متعلق جب ہم مزید غور سے کام لیتے ہیں تو ہمیں ایک اور لطیف بات معلوم ہوتی ہے۔ اِس عبادت میں ہمیں کھانے پینے سے روکا گیا ہے اور کھانے پینے پر ایک فرد کی بقا کا انحصار ہے کیونکہ کوئی شخص کھائے پیئے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

پھر ہمیں جنسی تعلقات سے بھی روکا گیا ہے اور جنسی تعلقات پر نسل کی بقا کا انحصار ہے۔ اس کے بغیر نسل انسانی جاری نہیں رہ سکتی۔ اگر دنیا کے سارے لوگ وہ کیفیت اپنے پر وارد کر لیں جو روزہ کے وقت ایک روزہ دار کی ہوتی ہے تو یقیناً یہ دنیا اسی نسل میں ختم ہو جائے۔ تو بنیادی چیز جس کا اقرار اللہ تعالیٰ نے روزہ کے ذریعہ ہم سے لیا ہے وہ یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی اور اپنی نسل کی زندگی۔ اے خدا! تیرے حوالے کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں ان چیزوں سے بھی روکا گیا ہے جن پر ہماری زندگی کی بقا کا انحصار ہے اور اس چیز سے بھی روکا گیا ہے جس پر ہماری نسل کی بقا کا انحصار ہے گویا ہم سے خدا تعالیٰ یہ اقرار کرواتا ہے کہ ہمارا سب کچھ تیرا ہو گیا۔ تُو اگر کہے تو ہم بھوکے پیاسے مرنے کے لیے تیار ہیں اور اگر تُو چاہے اور تیری رضا اِسی میں ہو تو ہماری نسلیں بھی تجھ پر قربان۔"

(خطبات ناصر جلد اوّل صفحہ 65-70)

اعتکاف

سامعین! رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنے کی بھی اہمیت ہے۔ حضورؒ فرماتے ہیں:

" اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ علم دینے کے لئے کہ وہ کس قسم کے انقطاع عن الدنیا اور انابت الی اللہ کو پسند کرتا ہے۔ ہمارے لئے اعتکاف کی نفلی عبادت مقرر فرمائی۔ یہ نفلی عبادت یعنی اعتکاف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے پہلے دس دنوں میں بجالائے پھر آپ رمضان کے درمیانی دس دنوں میں بھی اعتکاف بیٹھے اور آپ یہ عبادت رمضان کے آخری عشرہ میں بھی بجالائے ہیں۔ غرض آپ رمضان کے تینوں عشروں میں اعتکاف بیٹھے ہیں اور اسے آخری شکل آپ نے یہ دی کہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کی عبادت بجالائی جائے اب رمضان کا آخری عشرہ بڑا ہی محدود زمانہ ہے۔ دس دن ہی تو ہیں۔ پھر لوگوں کی ایک تو محدود تعداد اعتکاف بیٹھتی ہے لیکن اس سے ہم سب کو کم سے کم یہ علم ضرور حاصل ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کس قسم کی زندگی گزارنے کی ہم سے امید کرتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کے لئے خلوت اور تنہائی کو پسند فرماتے تھے۔"

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 94)

لیلۃ القدر کی تلاش

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"آخری دنوں کے متعلق بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ اس عشرہ میں مسلمان کو اس رات کی تلاش کرنی چاہیے تقدیر کی جس رات میں دعائیں قبول ہوں اور اسلام کے حق میں دنیا کی تقدیریں بدل دی جائے۔"

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 1006)

فرمایا:

"پس ان آخری دنوں میں اعتکاف بیٹھنے کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ لیلۃ القدر کی تلاش کی جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس رات کی تلاش کے لئے ان دنوں میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ جس کو یہ رات دکھادے اور جس خوش قسمت کو وہ گھڑی نصیب ہو جائے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں بڑی

کثرت سے سنتا ہے تو اسے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہئے اور اس رات کی تلاش سے پہلے اسے یہ سوچ لینا چاہئے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے قبولیت دعا کی یہ گھڑی نصیب کر دی تو وہ اس میں کون کون سی دعا کرے گا۔ احادیث میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! مَیں نوافل بھی پڑھوں گی اور دعائیں بھی کروں گی لیکن آپ مجھے یہ بتائیں کہ اگر مجھے لیلۃ القدر کی گھڑی نصیب ہو جائے تو اس میں مَیں کون سی دعا کروں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس گھڑی میں تم اپنے گناہوں کی مغفرت چاہو۔ پس استغفار ایک بنیادی دعا ہے اس کے بغیر حقیقتاً ہماری زندگی زندگی ہی نہیں رہتی نہ دنیوی زندگی باقی رہ سکتی ہے اور نہ اخروی زندگی۔ نہ مادی زندگی باقی رہ سکتی ہے اور نہ روحانی زندگی۔ اس دنیا میں جو مختصر زندگی ہمیں ملتی ہے اس میں ہم اس قدر غلطیاں کرتے ہیں اتنی کوتاہیاں ہم سے سرزد ہوتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور عفو نہ ہو اور وہ اس دنیا میں یا اگلی دنیا میں ہمیں پکڑنا چاہے تو ہمارے لئے راہ نجات ممکن ہی نہیں۔

لیلۃ القدر میں جو دعائیں مانگنی چاہئیں ان میں سے دو بنیادی اور انفرادی دعائیں استغفار اور خاتمہ بالخیر کی دعا کرنا ہے۔ استغفار یعنی اپنے گناہوں کی مغفرت چاہنا اور اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں پر پردہ پوشی کی درخواست کرنا اور خاتمہ بالخیر ہو جائے تو پھر پچھلی غلطیاں شمار نہیں ہوتیں۔ وہ سب معاف ہو جاتی ہیں۔ اس لئے دعا کرنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ خاتمہ بالخیر کرے اور اپنی رضا کی جنت ہمیں نصیب کرے۔"

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 96-99)

فرمایا:

"لیلۃ القدر ہمیں یہ بتاتی ہے کہ خدا کی تقدیریں تمہارے حق میں اور تمہارے فائدہ کے لئے اس وقت حرکت میں آئیں گی جب تم راتوں کو اپنے رب کے لئے زندہ کرو گے۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ہر روز تمہارا خدا تمہارے لیے اپنی تقدیر کی تاریں ہلائے تو تمہیں ہر رات کو لیلۃ القدر بنانا پڑے گا۔ اگر تم اپنی ہر رات کو لیلۃ القدر نہیں بناتے بلکہ غفلت میں اور سوتے ہوئے سارے سال کی راتوں کو گزار دیتے ہو تو ایک لیلۃ القدر سے تمہیں کیا فائدہ؟ پس اگر میرا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو۔ اگر روحانی ترقیات چاہتے ہو تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ تمہاری ہر رات لیلۃ القدر کی کیفیت رکھتی ہو۔ اور تمہارا ہر دن جمعۃ الوداع کی کیفیت رکھتا ہو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو خدا تعالیٰ کی رضا کو نہیں پا سکو گے۔"

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 551)

لیلۃُ القدر کی فضیلت

فرمایا:

"رمضان کے ان آخری دنوں میں جن میں ہم اعتکاف بیٹھتے ہیں ایک وہ رات بھی آتی ہے جو لیلۃ القدر کے نام سے موسوم ہے لیلۃ القدر کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ وہ رات جس میں اگر انسان چاہے اور پھر اس کا رب فضل کرے تو وہ اپنی اور اپنی قوم کی تقدیر کو اپنے رب سے بدلوا سکتا ہے یعنی لیلۃ القدر وہ رات ہے جس میں تقدیریں بھی بدل سکتی ہیں لیکن اکثر تقدیریں جو متضرعانہ دعا کے نتیجہ میں بدل دی جاتی ہیں ہمارے علم میں نہیں آسکتیں...اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمۡرِهٖ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ (یوسف:21)

اللہ تعالیٰ تقدیر بدل سکتا ہے اور بدلتا ہے ہاں جو تقدیر پردۂ غیب میں ہے اور پردۂ غیب میں ہی بدل دی جاتی ہے اس کے متعلق اکثر لوگ اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ہماری دعا کو قبول فرما کر بہت سی دکھ دینے والی چیزوں کو بدل دیتا ہے اور ہمارے دل اس کی حمد سے بھر جانے چاہئیں۔

اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ اکثر لوگ غیب کی ان باتوں کی طرف مومنانہ فراست سے متوجہ نہیں ہوتے اور ان کے دل حمد سے خالی رہتے ہیں۔"

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 95-96)

پھر فرمایا:

"پھر اگلا رمضان آجاتا ہے اور وہ اِس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی عباد، اللہ تعالیٰ کی عبادات بجالانے کے لئے شَدَّ مِئۡزَرَہٗ کا مصداق بن جاتا ہے۔ پوری طرح مستعد اور تیار ہو جاتا ہے کیونکہ اِس ماہ مبارک میں بہت ساری عبادتیں اکٹھی کر دی گئی ہیں وہ اپنی طرف سے رمضان کی عبادتیں بجالاتے لاتے رمضان کے آخری عشرہ میں پہنچ جاتا ہے تو اس کا دل کہتا ہے کہ اس نے اپنی طرف سے سارے اعمال خدا کے لئے کئے لیکن وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُس کے اعمال قبول بھی ہوں گے یا نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے

اُس کے اعمال کی کسی خرابی یا بیماری یا کسی اندرونی کیڑے کی وجہ سے اُس کے وہ سارے اعمال جنہیں وہ سارے سال بجالاتا رہا ہے اور جنہیں ماہ رمضان میں اور بھی زیادہ تندہی اور مستعدی کے ساتھ بجالایا۔ وہ عند اللہ مقبول نہ ہوں چنانچہ پھر وہ سالِ نو کی ایک نئی لیلۃ القدر کی تلاش میں رمضان کے آخری عشرہ کی راتوں میں تہجد کے ساتھ خود بھی جاگتا اور اپنے اہل کو بھی جگاتا ہے اور فدائیت کے ساتھ اُن راتوں کو زندہ رکھتا ہے پھر اگر اللہ تعالیٰ فضل کرے تو اسے اِس قسم کی دونوں قدرتوں یا قدرت کے دونوں پہلوؤں کے حسین جلوے دکھائی دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندے! مَیں تجھے یہاں طاقت دینے کے لحاظ سے کھڑا نہیں رہنے دوں گا بلکہ میں تجھے پہلے سے بڑھ کر نیکیاں بجالانے کی توفیق عطا کروں گا لیکن میں نے وہ اختیار تجھ سے نہیں چھینا اِس لئے شیطان سے ہوشیار رہ کر اپنا اگلا سال گزارنا پھر اسی طرح انسان کی زندگی کے سارے سال گزرتے رہتے ہیں۔

پس اصل بات یہی ہے کہ وہ گھڑی خواہ وہ ایک سیکنڈ کی ہو یا ایک گھنٹے کی یا ایک رات کی ہو جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو یہ بشارت ملتی ہے کہ میں نے تیری نیکیوں کو قبول کیا اور میں نے پہلے سے بھی زیادہ نیکیاں کرنے کی تجھے توفیق عطا کی۔ ایسی گھڑی ساری عمر سے بڑی ہے خواہ وہ عمر تراسی سال چار ماہ کی ہی کیوں نہ ہو۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ہزار مہینوں سے زیادہ بزرگی والی، زیادہ عزت والی، زیادہ فائدہ والی اور زیادہ خیر والی ہے۔ تراسی سال کی ایسی تدبیر جو قبولیت حاصل نہیں کر سکتی۔ ایسا مجاہدہ جو رد کر دیا جاتا ہے ایسی دعائیں جو واپس منہ پر مار دی جاتی ہیں اُن کے مقابلہ میں پیار کی ایک گھڑی جس میں انسان اپنے خدائے قادر کی محبت کو دیکھتا ہے ایسی گھڑی کہیں زیادہ خیر اور برکت والی ہوتی ہے۔ انسان رمضان کے آخری عشرہ میں اسی مبارک گھڑی کی تلاش میں لگا رہتا ہے اور اپنے رب پر پوری طرح حسن ظن رکھتا ہے بہت سے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کی غفلتوں پر اللہ تعالیٰ کی مغفرت پردہ ڈال دیتی ہے اور جن کے کام اور اعمال مقبول ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فیض کو وہ حاصل کرتے ہیں مگر یہ لیلۃُ الۡقَدۡرِ یعنی مبارک گھڑی اصل لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ کی ایک ذیلی چیز یا بطور ضمیمہ کے ہے۔"

(خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 1020-1021)

نیز فرمایا:

" جب یہ ساری عبادتیں جن کا تعلق اعمالِ صالحہ سے ہے وہ اپنے اختتام تک پہنچ رہی ہوتی ہیں یعنی تیسرا، اب جو تیسری تہائی تھی رمضان کی وہ آج شروع ہو گئی۔ اکیسواں روزہ ہے تو اِن دنوں میں روزے تو رکھنے ہی ہیں روزے رکھنے والوں نے جن پر فرض ہوئے ہیں لیکن خاص طور پر زور دے دیا دعاؤں پر اور لیلۃ القدر جو دعاؤں کی قبولیت کا ایک وقت ہے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زیادہ تر پانے والے آخری عشرہ میں پائیں گے اُس میں اسے تلاش کرو۔ دعاؤں سے ہی تلاش کرنا ہے نا لیلۃُ القدر کو کیونکہ اُس کا تعلق دعاؤں کی قبولیت کے ساتھ ہے۔ اُس کا تعلق خیرات کی تقسیم کے ساتھ نہیں۔ اُس کا تعلق انسان کی روح کا پانی کی طرح آستانہ الٰہی پر بہہ جانے کے ساتھ ہے۔ تو جہاں پہلے میں دن رمضان کے بھی دعاؤں کے ہیں وہاں یہ دس دن آخری جو ہیں خاص طور پر دعاؤں کے ہیں۔"

(خطبات ناصر جلد 9 صفحہ 202)

جمعۃ الوداع کی اہمیت اور برکات

فرمایا:

"شہر رمضان کا ہر دن ہی برکتوں والا دن ہے۔ رحمتوں والا دن ہے لیکن رمضان میں جو جمعے آتے ہیں وہ خاص طور پر زیادہ برکتیں اور رحمتیں لے کر آتے ہیں کیونکہ جمعہ کے متعلق احادیث میں آیا ہے کہ اس دن بھی انسان کے لئے ایک گھڑی ایسی آتی ہے ایک ساعت ایسی آتی ہے کہ جب دعا خاص طور پر قبول ہوتی ہے۔ ہم اس کے یہ معنی بھی کر سکتے ہیں کہ جمعہ کے دن جب خدا کا ایک بندہ خدا کے حضور عاجزی اور ابتہال کے ساتھ دعا کرتا اور دعا کو انتہا تک پہنچاتا ہے تو اس کی تضرّع کی انتہا وہ وقت جو اس شخص کے لئے قبولیتِ دعا کا وقت بن جاتا ہے۔"

(خطبات ناصر جلد ہفتم صفحہ 182)

نیز فرمایا:

"رمضان کا یہ آخری جمعہ ایک لحاظ سے بڑا اہم ہے کیونکہ یہ انسان کو آخری موقع دیتا ہے کہ وہ اس جمعہ میں یہ دعا کرے کہ اے خدا! جس طرح تو نے رمضان کے مہینے میں ہمیں اپنے ذکر کی توفیق دی تھی ایسا کر کہ گیارہ کے گیارہ مہینے جو اگلے رمضان سے پہلے آنے والے ہیں ان میں بھی ہمیں اسی طرح تیرے ذکر کی توفیق ملتی رہے اور اس طرح ہمارا شیطان مسلمان ہو جائے، بندھ جائے، اس کی Mischief (مس چیف) اور اس کی شرارت جاتی رہے۔ ذکرُ اللہ کے ساتھ جس وعدے کو باندھا گیا ہے وہ

صرف رمضان کے متعلق نہیں۔ رمضان میں انسان مقبول دعاؤں کی توفیق پاتا ہے اور رمضان کی مقبول دعائیں سارے رمضان ہی میں ہیں لیکن خاص طور پر رمضان کے جمعوں میں ہیں اور مقبول دعا کا آخری موقع آخری جمعہ کے دن ہے تو جب رمضان کی مقبول دعاؤں کے نتیجہ میں انسان ذکرُاللہ کی، ذکرا کَثِیْرًا والے ذکرُاللہ کی توفیق پاتا ہے، کثرت سے خدا تعالیٰ کا ذکر کرنے کی توفیق پاتا ہے تو اس کا شیطان مسلمان ہو جاتا ہے اور باندھ دیا جاتا ہے پھر اس کی شرارت اثر انداز نہیں ہو سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا کہ صبح شام اس کی تسبیح کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ هُوَالَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ تم اس کی رحمتوں کے وارث بنو گے اور اس کے ملائکہ تمہارے لئے دعائیں کریں گے جس کے نتیجہ میں تمہارے اندھیرے دور کر دیئے جائیں گے اور تمہارے لئے نور کے سامان پیدا ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کی کوششوں اور ان کی جدوجہد اور مجاہدہ کو ضائع نہیں کرتا۔ وہ تو مومنوں کے لئے بڑا رحیم ہے۔"

(خطبات ناصر جلد ہفتم صفحہ 185)

عید

فرمایا:

"عید الفطر کی شکل میں بار بار آنے والی یہ خوشی میں رمضان جیسے بابرکت مہینے کے بعد میسر آتی ہے۔ اور رمضان وہ مہینہ ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت مغفرت اور عتق من النار کا مہینہ قرار دیا ہے... رمضان بھی انسان کو روحانی بلندیوں سے ہمکنار کرنے آتا ہے اور انہی معنوں کی رو سے یہ رحمت اور مغفرت کا مہینہ ہے۔ روحانی بلندیوں سے کیا مراد ہے؟ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَكُّ رَقَبَةٍ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ يَتِيماً ذَا مَقْرَبَةٍ أَوْ مسکینا ذَا مَتْرَبَةٍ یعنی گردن چھڑانا اور بھوک کے دن بے سہارا یتیموں مسکینوں یا کسی اور وجہ سے ناگہانی طور پر بھوک سے دوچار ہونیوالوں کو کھانا کھلانا۔

فَكُّ رَقَبَةٍ سے عام طور پر کمراد غلاموں کو آزاد کرنا لی جاتی ہے۔ یہ معنے بھی درست ہیں لیکن سب سے بڑا غلام ہمارا اپنا نفس ہے جو شیطان کی غلامی اختیار کر لیتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اس امر کا ذکر کیا ہے کہ روحانی بلندی حاصل کرنے سے مراد یہ ہے کہ اول تو ہم اپنے نفس کو شیطان کی غلامی سے آزاد کروائیں نیز دوسروں کو بھی شیطان کی غلامی سے آزاد کروائیں بالخصوص شیطان کی اُس غلامی سے جو بسا اوقات بھوک کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے اور اِسی مضمون کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے ضمن میں عتق من النار کے الفاظ سے ادا فرمایا ہے۔ پس جہاں رمضان میں خود کھانا چھوڑنے اور دوسروں کی بھوک کا احساس کرنے اور اُسے دور کرنے کا عمل نمایاں ہوتا ہے وہاں عید کے دن خود کھانا کھانا کھانے اور دوسروں کو کھانا کھلانے کے عمل کو نمایاں حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ پس رمضان اور عید کا ایک بہت بڑا سبق یہ ہے کہ ہم اپنے نفس کو بھی شیطان کی غلامی سے چھڑائیں اور خاص طور پر دوسروں کو بھی شیطان کی اُس غلامی سے چھٹکارا دلائیں جو بھوک کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 17 جنوری 1967ء صفحہ 1 اور 8)

عید کی خوشی بار بار آنے والی خوشی ہے

فرمایا:

"عید کے معنی بار بار آنے والی خوشی کے ہیں۔ اِسی لیے جو دن ہر سال آتا ہے اور نئی خوشیاں لاتا ہے عید کہلاتا ہے۔ عید الفطر ہر سال رمضان کا مہینہ پورا ہونے پر منائی جاتی ہے اور اس لئے منائی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حسن نیت اور اپنی رضا کے حصول کی خاطر رمضان کے روزے رکھنے اور اُس کی مخصوص عبادات بجالانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اگر دیکھا جائے تو عید عبدِ اوّاب کے بار بار خدا کی طرف جھکنے اور ربِّ توّاب کے اپنے عبدِ اقواب پر بار بار رجع برحمت ہونے کی وجہ سے منائی جاتی ہے۔ اوّاب کے معنی ہیں صحیح اعتقاد اور صحیح عمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور بار بار جھکنے والا۔ پس عید الفطر جو رمضان کے بعد آتی ہے ہمیں یہ باور کراتی ہے کہ جس طرح رمضان کے روزے رکھنے اور اُس کی مخصوص عبادات بجالانے والوں کے لیے ظاہری طور پر بھی ایک خوشی کا دن مقدر ہوتا ہے اور جو عید کہلاتا ہے اور بار بار آتا ہے اِسی طرح اگر ایک مسلمان چاہے تو عبدِ اوّاب ہونے کی حیثیت میں حسن نیت اور صحیح اعتقاد اور صحیح عمل کے ساتھ روزانہ ہی اپنے ربِّ توّاب کے حضور جھک کر اُس کی رحمت کا جلوہ اِس رنگ میں دیکھ سکتا ہے کہ روزانہ ہی وہ اُس پر رجوع برحمت ہو اور اُسے اپنے فضلوں سے نوازتا چلا جائے۔"

(روزنامہ الفضل 5 جنوری 1968ء صفحہ 1)

عید کے بارے میں فرمایا:

”اِس عید کا تعلق رمضان سے بہت گہرا ہے۔ جہاں تک رمضان کا تعلق ہے اِس میں جہاں اور بہت سی بنیادی خصوصیات پائی جاتی ہیں وہاں اِس میں بنیادی اہمیت کی حامل یہ دو خصوصیات بھی ہیں ایک تو ماہِ رمضان کا تعلق لیلۃ القدر سے ہے دوسرے ماہ رمضان کا تعلق اُن انتہائی قربانیوں کے ساتھ ہے جو ایک انسان اپنے ربّ کے حضور پیش کر سکتا ہے۔ جب انسان انتہائی قربانیاں اپنے ربّ کے حضور پیش کرتا ہے اور لیلۃ القدر اُسے نصیب ہو جاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کے لیے ایک عید مقدر کر دی جاتی ہے جس میں خدا تعالیٰ اُسے خوش ہونے اور خوشی منانے کا حکم دیتا ہے۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 4 دسمبر 1970ء)

فرمایا:

”ہماری عید اور اسلام سے پہلے آنے والی قوموں کی عیدوں میں بڑا فرق ہے۔ پہلوں کی عیدیں تو بار بار آتی تھیں لیکن وہ کوئی واضح اور معین مقصد اپنے سامنے نہ رکھتی تھیں۔ وہ ہر بار بعض نامعلوم اشارے کر کے چلی جاتی تھیں اُس کے بالمقابل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمیں جو عید کی دی گئی ہیں ان میں نہایت حسین پیرایہ میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ ہماری عید نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ کے ساتھ وابستہ ہے یعنی دین کی راہ میں اور خدا تعالیٰ کی خاطر صبر و استقامت کے ساتھ مسلسل قربانیوں کے نتیجہ میں ہر عید ہمارے لئے ہمارے غفور و رحیم خدا کی برکات کے نزول کا موجب بن جاتی ہے اور ہر سال یہی وہ برکات ہیں جو ہر مومن کے لئے حقیقی عید اور خوشی و مسرت کا موجب ہوتی ہیں۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 11 نومبر 1972ء)

ہماری عید

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے عید کا خطبہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا:

”آج ہماری عید ہے۔ اللہ آپ سب کے لیے اِس عید کو مبارک کرے۔ مَیں نے کہا ہے ”ہماری عید“ اِس کی وجہ یہ ہے کہ عید، عید میں فرق ہے۔ خوشیاں سارا جہاں مناتا ہے۔ ہر قوم کے مذہب کے نیز سیاسی گروپوں کے اپنے تہوار ہیں جنہیں وہ مناتے ہیں۔ ہر تہوار دوسرے تہوار سے، ہر عید ہر خوشی کا دن دوسری عید کے دن سے مختلف ہے۔ ہماری عید اُس وقت ہوتی ہے جب ہم اپنے خدا سے امید رکھتے ہیں اور جب ہمیں بشارت ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پیشکش کو جو ہم نے اس کے حضور پیش کی قبول کر لیا..... خدا کے ایک عاجز بندے کی عید اُس وقت ہوتی ہے جب اُسے اس کا پیار حاصل مل جاتا ہے۔ خدا کے ایک عاجز بندے کی عید اُس وقت ہوتی ہے جب اس پر آسمان سے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ خدا کے ایک عاجز بندے کی عید اُس وقت ہوتی ہے جب فرشتے اُس کے کان میں کہتے ہیں کہ خوش ہو، غم نہ کرو سارے اندیشے دل سے نکال دو، خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے بڑے انعامات مقدر کر رکھے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے بندے کی عید اُس وقت ہوتی ہے جب خدا سے کچھ پالینے کے بعد اسے یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ اور آگے بڑھو اور زیادہ پاؤ۔ یہ ہے ہماری عید۔ اور میری دعا ہے کہ آپ سب کے لئے یہ عید مبارک ہو۔

ان کے لئے بھی جو پاکستان میں بستے ہیں، اُن کے لئے بھی جو افریقہ میں بستے ہیں جو یورپ میں بسنے والے ہیں جو امریکہ (شمالی اور جنوبی) میں بستے ہیں جو جزائر کے رہنے والے ہیں اور بنی نوع انسان کے لئے بھی جلد تر اس عید کا دن چڑھے کہ جب سارے انسان ہی اپنے پیدا کرنے والے رب کریم کی یہ آواز سنیں کہ میں تم سے خوش ہوا تم بھی خوشی مناؤ اور انسان جس غرض کے لئے پیدا کیا گیا تھا بحیثیت مجموعی بنی نوع انسان کی زندگی میں وہ غرض پوری ہو اور سوائے چند ایک استثناؤں کے سارے کے سارے ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جمع ہو جائیں اور موسلا دھار بارش کی طرح برسنے والی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے وارث بنیں۔“

(خطبات ناصر جلد دہم صفحہ 105-106)

اللہ تعالیٰ ہمیں مقبول عبادات اور حقیقی عید منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(کمپوزڈ عائشہ چوہدری۔ جرمنی)